

انتخاب

## دیوان ہوس

از تصنیف مرزا محمد تقی مرحوم ہوس لکنوی شاگرد شہید میان مصطفیٰ

مرتبہ

سید فضل الحسن حسرت موہانی بی۔ اے۔ ڈیڑھ ر دوں معلیٰ علی گڑھ

جکو

محمد عبداللطیف پڑنے

مطبع فیض عام واقع علی گڑھ میں چھاپا

حسرت موہانی پبلشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>مطلع صبح قیامت مطلع دیواں کیس کستدر اس گل نے پاس خوبی فدا کیس غنچہ دل تنگ کو جس نے گل خندا کیس تا تو انی نے مجھے حسرت کشد باں کیس صفحہ کاغذ کو تو اس نے نگارستان کیا</p>	<p>مہر معنی میں نے جب کاغذ پر نور افشاں کیا اک قسم کو نہ فرصت لب تک آنے کی ملی سمجھو کاری خامہ صنعت کی اُسکی دیکھئے در ملک اس کے نہ پہنچا نقش پاک طبع آہ خامہ بانی ہوس کا کیوں نہوجہ ان کا</p>
<p>اَلَا اَنْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰی ہوں پر وہ اسرار کا میں جھانکنے والا نیرنگی الفت نے عجب رنگ نکالا لذت تو دماغ غار نیلاں کی چمکا لا افلاک سے جب اُٹھ نہ سکا تو نے بیٹھا</p>	<p>لے عشق قدم ابوتری راہ میں ڈالا سب راز نماں عشق کا مجھ پر عیاں ہے آنکھوں سے لہو آنے لگا اشک کی جاگہ لے جوش جنوں آبلوں کو پاؤں کے میرے رحمت مری ہو جس جھک کر یہ بار محبت</p>
<p>اندر شہاہ نو کو کیوں کہ نہو گن کا نقشہ بگاڑا لاسیوں کی انجمن کا تسکین صبح سراگر ہو دیواں دہن کا جو برگ یا سمجھ بھلا آئینہ تھا جمن کا مرقد پر اس کے لانا مت بھول یا سمن کا</p>	<p>مسی سے لب پرے رنگیں اس غیرت جمن کا اُڑ جائے نور اس کا ہونہ سمجھ کا کالا ہواہ سے گھٹی افسردہ خاطر وں کی لاکھوں بنے مرتع گلشن میں عکس رخ سے یاد آئے گی پوچش کو بالوں کی بوس کی</p>
<p>رنگ مزگاں چھوڑ کر آنکھوں کا چن ہو گیا رنگ پریشانی جہاں ماتھے کا صندل ہو گیا دو چار گھڑی رو کر بیلا تے میں غم اپنا ہم و تو ٹکھو ویسے کہا کہا کے قسم اپنا ہستی کے ہوس لپٹے بہر تھا عدم اپنا</p>	<p>چشم شوخ یار میں سہرہ میں مل ہو گیا درمخت صابو ان کی بلا ہوا آشنا شفق شب تنہائی کس سے کہیں ہم اپنا اپنے تئیں جو جھوٹا سمجھے وہ قسم کہا ہے خواہش نہ بقا کی حق زخوف فنا ہم کو</p>

<p>تھے ظاہر میں گھگھے لگنے کا انکار کیا  دھوپ قسمت کی تری کوچہ میں سر سے گئی  شہر کی اوٹ میں سب کام بنانا تھا  بیج ڈالا ہی مجھے ہاتھ خوش ہلو بوں کے  خون کا دعویٰ نہیں خسر میں بھی قاتل ہو جس</p>	<p>خواب میں بنے تھیں دیر ملک پیار کیا  لمحہ حسن نے کم سایہ دیوار کیا  ذوق بے پردہ نے رسوا سہ بازار کیا  اس کا بندہ ہوں انہیں جسے طردار کیا  میں مکر جاؤنگا اُس نے اگر اقرار کیا</p>
<p>ہلکتا پاؤں سستی میں نہ گرمیے شہرانی کا  گوہوس باران رفته کا بہت ماتم کیا  جب گواہ پاک دامانی نہ پایا شہر نے  ہوں فنا لیکن فرو لاویں نہ سہرا نازک مزاج  مانع گفتار بھی گاہے چنانکہ نہ خودی  ہوں میں وہ عاشق تھوٹیں لہجہ میری تیر پر</p>	<p>نہ پڑتا کان میں مستوں کے جنکا لکھلائی کا  حق صحبت یاد کرو کچھ کیسا سو کم کیا  چشم حیرت کو حسرتیم عصمت برہم کیا  گردن مینا کو بارہیخ نے کب ختم کیا  دو گہرائی اس سے فضا نے گرہیں باہم کیا  سورہ اخلاص مشوقوں نے بڑھ کر دم کیا</p>
<p>میں یاد یہ پیسا نہیں مشتاق ہیں کا  لے ہم سفر اں بہر خدا یاد دلا دو  لے دست جنوں کچھ تو موئے پر بھی نہ دکر  دیوانہ ترا ضعف کی دولت سے نفی ہو  کیوں درد و نالہ مرغان قفس میں</p>	<p>دیکھا ہی نہیں لطف گل و سہرہ و تہن کا  غوث میں ہیں بھول گیا نام وطن کا  بدنامی و خستہ ہو گیا بس ان کفن کا  نہیجیر کا محتاج نہ پابند بسن کا  سکھنے میں ہوا جس مجھے یاد از سخن کا</p>
<p>نزع میں گردم ہمارا تن سے رخصت مانگتا  بس مرا ہوتا تو نہیجیر لگی معشوق کو  حسرت دیدہ ار کچھ کرنی اگر میسر کی مدد  بے تہیجری میں جنوں کی باغ کو جانتے ہو جو  حسن کو ہوتی رجوم عاشقوں کی گرجہ  وقت خونباری ہو جس میں چشم کی آئینہ ست</p>	<p>مشتاق خوابات جہاں توڑی ہی ملتے مانگتا  میں تمھارے قطرہ ہائے آب بہت مانگتا  ضعف سے ایک دو قدم چلنے کی طاقت مانگتا  دیدہ نہیجیر ز گیس سے بے عارت مانگتا  تو جلوخانہ کھجور سے قیامت مانگتا  یوسف ظلوں قبایع نگ حیرت مانگتا</p>
<p>جیسا اس کے لعل اپنے لعل کو کم رنگ ٹھہرایا</p>	<p>نراکتیں گلو کی صاف شیشہ سنگ ٹھہرایا</p>

تعجب کی جگہ یہ کہ اعجازِ محبت سے  
 اڑا جاتا ہے رنگِ فیتس تو ہر لحظہ صدموں سے  
 نہیں ہے طینتِ اہل صفائیں جاکہ ورت کی  
 نہیں پروائے تختِ سلطنت ہم خاکساروں کو  
 ہمیشہ ناخنِ دستِ جنوں کاوش جو کرتا ہے  
 ہمارے نام سے دیکھا تو نفرت کو بھی نفرت  
 سرِ یحییٰ الیہ تھا از بس میں صحرائے محبت کا  
 ہوا جس پھر کیجئے اب قصہ صید طائرِ مغموں  
 مزاجِ عشق نے ہستی کا عرصہ تنگ بٹھرایا  
 جو اورتا تو گماں طاقت کا ہو تا ہمیں ہر گھوٹ  
 جلا جب صبح ہوتے قافلہ بادِ بہاری کا  
 جسے کہتے ہیں دل ہے اس میں دونوں کی صفائی  
 جہاں یا قوتِ لب کو اُسکے رکھتے تھے ترازویں  
 تری تصویر کا خاکِ نظر آیا جو مافی کو  
 زبانِ طاعناں سے لے ہو جس کیونکہ کچن کیا ہو  
 میں کہا بولنا شبِ غیر سے تھا مٹو کیا  
 جو کہا میں کہ برے طوڑ کا لے تھنے  
 شکوہ اس بت کے جفا کا جو کیا میں تو کیا  
 دوسرے دشمنوں کے اُنکے ہوا زلتِ مٹیوں  
 تان کر منہ پہ دوپٹہ بدہم سر دکھا  
 ہر گزری تم جو ملامت مجھ کو تے ہو ہوس  
 شوقِ خدائے غارِ صے دلیں ہلکی  
 میں زمرہ سرِ لڑ تو چمن سے گیا ولے

خوں مڑکا نہ میں نے ہنگِ آتشِ رنگِ ٹھرایا  
 مصور نے ورق پر کیونکہ اُس کی رنگِ ٹھرایا  
 وہ نابینا ہے بس سناٹے اُٹھتے ہیں رنگِ ٹھرایا  
 گماں میں اپنے فوٹس خاک کو اور رنگِ ٹھرایا  
 رگ جاکو میرے کیا اُس شکارِ جنگِ ٹھرایا  
 ہیں سوا مٹیِ الفت نے ننگِ رنگِ ٹھرایا  
 مری سرعت نے سو فرسخ کو آنے شگِ ٹھرایا  
 خیالِ شہا بہارِ طبع نے یہ ڈھنگ بٹھرایا  
 قدم سے ہی گزرجانے کا جب آہنگِ ٹھرایا  
 ہجومِ ضعف نے چہرے پر میرے رنگِ ٹھرایا  
 تو گھبراہٹِ ننگِ ننگِ گل کو رنگِ ٹھرایا  
 یہ حسن و عشق نے اپنا مقام جنگِ ٹھرایا  
 مقیمِ عشق نے وہاں لعل کو پاستکِ ٹھرایا  
 تو نیرنگی کو اُس کے عالمِ نیرنگِ ٹھرایا  
 جنوں عشق نے ہمکو حریفِ ننگِ ٹھرایا  
 مسکرا کہنے لگا شوقِ مرا تم کو کیا  
 پیہر کر منہ کو لگا کہنے بھلا تم کو کیا  
 تم تو دنیا میں ہو اک اہلِ وفا تم کو کیا  
 جو ہیں گھرا کے یہ پوچھا تو کہا تم کو کیا  
 تم لگے پوچھنے کیوں حالِ مرا تم کو کیا  
 آپ میں دامِ محبت میں پہنسا تم کو کیا  
 پائے تلاشِ پہلی ہی منزل میں رہ گیا  
 افسانہ اک گروہِ غنادلی میں رہ گیا

زنجیر صبح پاؤں میں آکر لپٹ گئی  
تصویر اس کی کیسے کچھ مانی خیال  
کام اپنا تو تمام کیا یا س نے ہوس

ہم سے وارفتہ الفت ہیں بہت کم پیدا  
البتہ اس کا جو ہر لطف بتائی موقوف  
بدنہ کہہ بد کو کہ صناعت بد و نیک ہے ایک  
ہیں ابر و ترے خسار کی سچی بے کے لیے  
میں بھی ہوں باعث ایجاد ہوس آتش کا

اگرچہ ہجر کا ڈر وصل یار میں بھی تھا  
اٹھا جو خاک رقیس سے بگولا سا  
اگرچہ آج ہے بالیں سنگ بسترخاک  
زبکہ تھامے خطرہ تنک مزاجی کا  
رواں ہیں تنک میرے جس طرح بخوشی خوش  
زبکہ آٹھ پر تھامے تصور یار  
گوشہ نگار کے زمانے کا تم نہ وصف کرو  
ہوس کا دل ترے جانیسے اب ہی منزل غم

نیرے کشتہ نے ہیں زور چمن دکھلایا  
اُڑ گئی تازگی رنگ رخ لاٹھ و گل  
قیس آوارہ کی غمت میں کٹی ساری عمر  
بعد اک عمر کے بائے فلک بکرو نے  
لے ہوس خوش بچھے وصل کا سامان ہوا  
میں نے کڑ پایا نہ غم گل نے رولایا  
ساتی جو نہ تیار تو شب مجلس سے میں

طوفانیوں کا دھیاں ہی ساحل میں لگیا  
جیران جس کی شکل و شائیں میں لگیا  
جی ہشتیاں خنجر قاتل میں رہ گیا

ہاتھ سے کہو نہ ہمیں ہونگے نہ پھر ہم پیدا  
زخم دل کا مرے ہوتا نہیں مرہم پیدا  
خار و گل ہوتے ہیں اک شاخ سے باہم پیدا  
عکس انگشت شہادت نے کیسا خم پیدا  
میری خاطر مے خالق نے کیا خم پیدا

پر کچھ قرار دل بقدر میں بھی تھا  
اک اضطراب سا پیدا غما میں بھی تھا  
کبھی تو سہرا آغوش یار میں بھی تھا  
بگڑ ہی جانے کا ڈر اس کے پیار میں بھی تھا  
یہی سوال کبھی ابر بہار میں بھی تھا  
مزا وصال کا اک انتظار میں بھی تھا  
یہی غم و الم اس روزگار میں بھی تھا  
کبھی خوشی کا گذر اس دیار میں بھی تھا

عرق خون تاب ہر اک تار کفن دکھلایا  
کنے چھاتی کا احسین داغ کن دکھلایا  
پھر فلک نے نہ لیسے روئے دلہن دکھلایا  
قل کو پھر از سر نو حسن دمن دکھلایا  
اہل خدمت نے بیخ جمع لگن دکھلایا

ہلکو تو فقط اس کے تغافل نے رولایا  
تا صبح مجھے شیشہ کے طعن نے رولایا

گلشن میں ہمارا آئی ہو گل جام بکف میں  
 مجلس میں نہ دیکھا ہو مجھے ہجوم ستار  
 دین و دل جس کے غم، بحر میں برباد کیا  
 جس سے کل خون میں ذوب افس لے منہ اس  
 عشق جہاں برہمن نے کیا جھکو فقط حیرت  
 کل جو وہ گلوں و برز وہ داماں ناز سے گزرا گلشن  
 برق نگہ جاسوز عالم خنجر ابرو تیر مڑہ  
 جرم محبت غیر کا رملگر مارا جھکواں میں نے  
 وصل میں ڈوبی آنکھ ہر دم بحر میں تھے نہ توں  
 آئے اگر تو آنکھ گھر تو کیا یہ تیرے نذر کر میں  
 جگر پہ داغ ہوا یار کی جسمانی کا  
 رنگ غنچہ زباں لال ہو گئی میری  
 پھنسا ہوا زلف میں اس شوخ کے ہمارا دل  
 پھرے ہو دیدہ پر خوں میں بسکہ دست نگار  
 ہوس کموں ہوں میں عشق شراب و ہوس  
 مرزہ یہ صبا اس بت بیباک کو پہنچا  
 پیغام زبانی تو نصیبوں میں کہاں تھا  
 خوں پریمیں ہر فن و دست اس کی ہو میرا  
 صبح کا کیا پیر بن گل کو صبا نے  
 سحر میں ہوس خار فیلاں کی مدد سے  
 گلے سے تو فائدہ آتا ہوا غم عشق کا بیخ و جمن نہ رہا  
 کوئی ہونے کی کسی جبے ملا تو غزال ریشہ سے انس کیا  
 ہوا سنو خطا ترے چہ عیاں ہمارا جو کہے تھی اپنے کہاں

اس فصل میں ساتی کے تساہل نے رولایا  
 میخوار و نکور و وقیح مل نے رولایا  
 ہائے ہوئے سے بھی اس نے تھیں یاد کیا  
 تو نے پھر آج وہی نہ مزمزہ بنیا دیکھا  
 محتاجو محمد دل شد گدا کا سب کا تہیہ کیا  
 ارگلی رنگ گل کی نزاکت خوب تھیں دیکھا  
 قتل کا اک بیس کے صفا کیوں اتنا سا کیا  
 قتل کیا تو خوب کیا یہ ناحق یہ بہتان کیا  
 ہلکو تو بیتابی دل نے آہ بہت حیرن کیا  
 ایک ہوس لے لکھتے تھے سو گئی بان کیا  
 یہ داغ جی سے نہ جاوے گا آشنائی کا  
 بیان کر نہ سکا تیری ہونفا کی کا  
 سبب نظر نہیں آتا کوئی پانی کا  
 مرزہ پہ رنگ ہی کس خیمہ خانی کا  
 مجھے گھنڈ نہیں اپنی پار ساتی کا  
 پے دو دل سوختہ افلاک کو پہنچا  
 نامہ بھی نہ ترا تھے غناک کو پہنچا  
 کب ترک فلک اس بت نہاں کو پہنچا  
 جب نہ تری خوبی پوشاک کو پہنچا  
 بلے مرا خوں ہر خس و خاشاک کو پہنچا  
 لے کاوش ست جہاں رہی ہو کچھ تر کفن نہ  
 ہمیں بے وطنی نے یا یہ مراد و ایمنی نہ ملا وطن  
 گل گلشن بہرین و دھواں ہوا نہ رہی جمن نہ رہا

نسیم اُس تک مگر لونی گئی تھی کوچہ پر تیرے  
 ہوتے اس غزل سے یوں یا پیوند رنگینی  
 مجھے بھی کاش کے اک جرم میں سے بلا دے  
 قمر نے بام گردوں پر نہایت سراٹھایا ہری  
 گرا کی بیضا اس سنج لابی کا یہ عالم ہے  
 اگر میری سی شب اس کی بھی ہوگی تو نہ دیکھے گا  
 ہوا تھاشت پر گر جوں میں کیا گذر اسکا  
 چمک رکھتا یہ اس مہر عالم تاب کا جوڑا  
 سیا خط قدرت نے میرے کانوں سینہ میں  
 چھڑک وہ آب گھٹائے سخن اب اہل محفل پر  
 جن میں دیکھ سنج اس غیرت مہتاب کا جوڑا  
 بہت خوش آج راج مست میخانہ سے آتی ہے  
 سلک گہر تھے مرگاں کب انکسٹیاں نہ ٹھرا  
 شب دامن قلق سے بھڑکے جو آتش دل  
 برق تبسم اس کی کو نہ ہی جن میں جس جا  
 تیر مرزہ نے اسکے پر بلو کر دیا دل  
 تو بھی تو جستجو میں سرگشتہ ہے کسی کی  
 جوں غم تیرے دم سے گرمی دیا جن میں  
 عدطفی سے غم عشق ہی دما ساز لینا  
 پاس ناموں محبت سے کھسواہ نہ کی  
 شوق دیدار بتاں ہی گرو پنجہ یا سس  
 عاشق اب حسن بدل اپنے ہی وہ معشوق مزاج  
 فن میں گوشتا عری کے چھچھان مول لکی

معطر ہو گیا ہی جو گل شاہ اب کا جوڑا  
 بناوے اہل صنعت جسطح کھواب کا جوڑا  
 ملا تھا خنجر قاتل کو جید ہر آب کا جوڑا  
 کسی دن تم بھی پہنوں گے شب ہتھاک کا جوڑا  
 کسی دن وہجیاں ہو کا دل میرا اب کا جوڑا  
 کبھی روئے سحر کو خواب میں مسرہ تاب کا جوڑا  
 غبار آلود آتا ہی نظر سیلاب کا جوڑا  
 گلے میں ماہ کے ہی نور جس سے آہک کا جوڑا  
 بڑھے برق سے میرے دل بیتاب کا جوڑا  
 ہو تر جس سے ہوتے ہر ایک شیخ و شاہ کا جوڑا  
 جلا ہے رشک ہر لالہ سیرا سکا جوڑا  
 پنکھ صبح دم بوئے شراب ناب کا جوڑا  
 جرم نظارہ مجھ پر لے برگیاں نہ ٹھرا  
 سیلاب سادہاں میں ایک استخوان نہ ٹھرا  
 یلیل کا نشان گل پروہاں آئیاں نہ ٹھرا  
 سینہ میں گو بظہر اسکا نشان نہ ٹھرا  
 مجرم مجھی کو تاقی لے آسمان نہ ٹھرا  
 پھر کس طرح ہو جس نو آتش زباں نہ ٹھرا  
 قیس وارفتہ کا انجانم کو غار اپنا  
 نادم مرگ کسی پر نہ کھلا راز اپنا  
 خون ناکامی سے پروردہ و شفیق اپنا  
 آخر کا دیال آسپہ سوا نا اپنا  
 ہی ہوتا ہے سب جلا شمع کا انداز اپنا

سبک روح نکاح بزم دوستی میں جی نہیں لگتا  
 عدم سے شوق لایا ہر مجھے یہاں تک سیر کی  
 بہت کی بہت پرستی اب ہوں لہذا دایا  
 غفلت ہی میں ہم خوش تھی بیداری اک دم تھا  
 عصمت پر گل تر کے کیوں شاد نہو بلبل  
 لذت دل عاشق کی کیا جانے ہوں کوئی  
 مشت پر بلبل نالوں کے جو برباد ہیں سب  
 اُن تک پہنچ گئی کب بلبل بستان کی صدا  
 حشر کب ہو کہ اُن میں یار کو اپنے دیکھیں  
 ملی نکلنے کی جب خط یار کو رخصت  
 ستانہ ہم کو دم نزع لے تصور یار  
 پر مشہم عشق جو مانع ذرا نہیں ملتی  
 فروغ ہستی موہوم پر نہ ہوں ہو کس  
 پاکھی کیونکہ مانی سے تصویر وحشت  
 گرفتار تیرا ہی دیوانہ تیرا  
 ہمارا آئی آغاز فصل جنوں ہے  
 خجارتن قیاس ہو کر بگو لا  
 بیاباں کے کھنڈے جو تھے آبوں میں  
 مت لے نسیم برگ گل یا میں اُولٹ  
 یار و لا ویا نہ اگلی وہ صحبتیں  
 بدلی کو چیر جاندا نکلا تھا وقت جمع  
 جرت سے چشم دا ہوئیں طرح لے ہو کس  
 گلشن میں گئی جلوہ کنایاں کون پری آج

صدائے زنگ کیاں کا زوایں جی نہیں لگتا  
 میں بلبل ہوں جس کا آئیناں میں جی نہیں لگتا  
 چلیں کعبہ کو اب ہندوستان میں جی نہیں لگتا  
 ہر گام شباب اپنا کیا خواہ کا عالم تھا  
 جو شمع گلشن تھا سودا میں مریم تھا  
 سوز دل پروانہ اس رات سے محرم تھا  
 ہاتھ پر ہاتھ دہرے سوچ میں جیاد ہیں سب  
 کہ اسیران قفس گوشت بفریاد ہیں سب  
 منتظر قیاس و ہوس دامق و فریاد ہیں سب  
 کیا خزاں نے جن سے ہمار کو رخصت  
 چلے ہیں ہو کے ہم اپنے دیار کو رخصت  
 کراہنے کی مری جان زار کو رخصت  
 نہیں ہر وقفہ کی اکدم شلار کو رخصت  
 یہاں ناتوانی سے زنجیر وحشت  
 شکار جنوں ہو نہ نچیدہ وحشت  
 کرو صابو جلد تیرا بیہر وحشت  
 ہوا میں بھی کرتا ہے تعمیر وحشت  
 ہوس پانی پاؤں نے تقدیر وحشت  
 سوتے ہیں اس جبین سے دوڑتے ہیں  
 صدمہ سے جائے گا دل اند و گیسٹ  
 اُسے دے جو بال سارو سین اُلٹ  
 جاتی ہیں انہیں جیسے دم واپس اُلٹ  
 غلطان ہی خیاباں میں نسیم سہری آج



<p>کیا گل ہو کوئی یاغ جہاں سے سفری آج دل کھول کے رو خوب سی کرو نہ گری آج کب گئی دل میں مرے اس بت مغر کی طرح پہر گئی آنکھوں میں اپنے شب بکھر کی طرح سبب کا ہنس جاں تھی سفر دور کی طرح نخل آہ شہر افشاں شجر طور کی طرح کف افسوس کھڑے طے ہیں مجھ کی طرح اب نہ صحرائیں ہی رونق نہ گلستاں آباد</p>	<p>کچھ اور دنوں سے ہی فزوں نالہ ملیں جا خاک پہ مجنوں کے ہوس بہر زیارت شب میں یہ جودہ نہ چہرہ گیا حور کی طبع کول ہی کھڑے پہ جب زلف سیہ قام آتے گرچہ پاؤں دو قدم راہ عدم ہستی سے جلوہ دیتا ہو گنگا ہوں میں شب بھر مرے اختیار اپنا نہیں اس بت کا فر پہ ہوس کس کے دیوانہ کی گورنریاں آباد</p>
<p>چار دن کو رہی یہ منزل ویراں آباد رکتے ہم نالہ زنجیر سے زنماں آباد گور ہا مسکن پھر گبر و مسلمان آباد کبھی دیوانوں سے تھا کوچر جاناں آباد دم سے مجنوں ہی کے تھا سجد کا میلان آباد تو کجا بندہ رہیگا کب تک خدا کر خدا کر کبھی زبان و لب دہاں کو نہ حرف مطلب آتش کر کچھ ایسے سوئے کہ بھرنے جو کئے تھکے ہم آنکھ کجا تباں نہ دیر تک تو ہم بھی پہن گئے ہیں غلط کر یہ سب کے سب خاک کے تھے تیلے بگاڑا لے نہایت چراغ داغ جگہ سے میرے فرغ نفا نہ قضا کر تصور اسکے میں سو رہا وہاں بنگلے تیکے گلے لگا کر</p>	<p>آہ یکسر وہ ہوئے باد یہ پیائے جنوں خوب ویا میں ہوس دیکھ کے ویراں اُسکو نیں ہوس وقت جوش مستی قدیمہ سے کچھ جاکر جو چاہتا ہو کہ آتشا ہو تیرا وہ نا آشنائے عالم کہاں کی نیند آگئی الہی مسافر ان رہ عدم کو معاذات و جہاں ہو حاصل جو باریاب حضور ہو کہاں سلیمان کہاں سکندر کہاں ہی جم اور کہاں عالم پیارا رہو ہو ایں ساتی اندھیری راتوں کو خوف کیا کر ہو منہ پہ میل ربوں سے زردی ہوس اگر دنیا جٹ گئی</p>
<p>خجندی دست یار میں مصمصام دوش پر آغا دہی ہی دوش پر انجام دوش پر ہاتھوں سے سر پہ سر سے میں لوں تمام دوش پر</p>	<p>تہا نہیں اہل کا سرا انجام دوش پر طفلی کو یاد کر لے جنازہ کو دیکھ لے یک قطرہ سے کا گرنے نہ دوں مثل شیشہ بار</p>

<p>             تائے جہاں میں صبح سے تا شام دوش پر              صدر بشت سینہ تھا آرام دوش پر              کریں کارشہر شہنم کے قطرے گل کے دمن              پہراکس وز دست شانہ زلف دو گنچن پر              نہویاں جذب مقناطیس دست اندازن پر              یہاں پروانہ کرتا ہر شہد کا کام خرمن پر              گر یہ آتا ہر مجھے اس آہ بے تاثیر پر              خرچ کیس ہیں صانع قدرت نے اس تصویر پر              تھی خرابی خندہ زن اس قصر کی تعمیر پر              ڈھس ہو کر رہ گیا اس خاک دامگیر پر              واہ کیا غصہ نکلا ایک بے نقص پر              کروں کیونکہ نہ میں ہر دم نگاہ یاس ناخن پر              جھے گویا کہ میں برگ گل شاہد ناخن پر              ہڑتا ہر کہیں بھی قطرہ سیلاب ناخن پر              جمائی صنم سے برگ گل سیراب ناخن پر              کھلا چاک گر بیابان میرے جیاب ناخن پر              میرا نالہ رکھے ہر رات دن مضر ناخن پر              باد خنہ ان نے لوٹ لیا مسکن بہار              سینہ مرلیض عشق کا ہر بدقن بہار              جانا ہر مثل آب رواں تو سن بہار              ایسی کہاں ہو تازگی گلشن بہار              خون بہا رہی ہر گدگد بہار              جس نے جلا کے خاک کیا تو سن بہار           </p>	<p>             کیا صاف تن ہو عکس درگوش سے جہاں              طفل میں لگو دیتی ہوسٹ خواجگاہ تھی              گرے گری آہ آتش کی برقی گلشن پر              خیر آشفگی میں لجلوں کی کون لیتا ہے              ہمارے شہر میں ہر عام لہ و رسم خود داری              زمین مزید الفت بہارستاں آتش ہو              خندہ زن ہر برقی میری نالہ شبگیر پر              دیدنی ہر حسن اس بت کا کہ کیا کیا صنعتیں              جیب ہوئی تھی قالب خاکی سے آدم کی بنا              سحر کی کیا نرسے کوچہ میں کہو آیا یہاں              خشک گیس غیر و نہ ہمارا ہوس کو آب نے              لگاتے میں خاد ہاں خیر بے وسواس ناخن پر              وہاں ہنگ حسا سے ہو یہ آب تاب ناخن پر              بیاض چشم پر کیا ٹہرے اشک بیتوار اپنا              نہ ہاتھ آئی خنا جس جا وہاں مشاطہ نے لگا              جنوں میں لاکھ عقدے عشق کے جن ہو لگا ہے              ہوس تار نفس سے کیوں نہ آواز زین لگا              کیونکہ نہ عندیہ کہے شیون بہار              اب کہ اس میں ہیں گل زخم جبکہ گنداں              کو نہ اجو اس پہ موج نسیم سحر کا ہے              سیراباں جو میں چین حسن میں تری              رنگ لکھ کے یوں ترے روکش کی تھی              خطرہ ہوت ہوس کہ ترے برقی سن کا           </p>
--	---

<p>ایا تھا کون جلوہ کنال شب کو بام پر میں کیا کون تغافل صبا کے سب رخسار یا آنکھوں میں ہوتے ہیں جلوہ گر</p>	<p>نور نثار تھا طرز حسد ام پر کیا کیا ستم ہوئے ہیں اسیران دام پر کرتا ہوں جب نگاہ میں ماہ تمام پر</p>
<p>مشتاق وصل سیم تنہا ہوں چلے ہوئے ایک دیوانہ یہ کرتا تھا بیان زنجیر بند میں اب نہیں گوشت و فغان زنجیر</p>	<p>ہنستا کی ایک جہاں میرے سودے خام پر ہم بھی کچھ خوب سمجھتے ہیں نغان زنجیر جا بجا خاک پہ باقی ہر نشان زنجیر</p>
<p>نا توانی ہر میری لاکھ سلاسل سے زیاد غل و ہزنداں میں بہن اک ہی ہوئی شاید ہوں ہوس وادی و خشت کا میں اور ملک ناز</p>	<p>مرگ مجنوں سبب خواب گران زنجیر کون ہر میرے سوا مرتبہ دان زنجیر ضبط نے کی مہر خاموشی لب انہار پر</p>
<p>یاد آتا ہو کہ ڈرتے باغیاں کے ہم غریب ایک عجب گراب بھی ہو وہاں لالہ نور و کاوش ایکو ناجی کہ دیا ہو شکر احسان جنوں</p>	<p>جھانکتے تھے ہاتھ رکھار باغ کی دیوار پر یہ چکی میں موج خوں ایک وقت میں کسار پر وہ گئی یاد کش حصیاں عاقبت ہنس پار پر</p>
<p>کیوں ہو یکساں اپنا اپنا رنگ بوجھ لے ہوئے ترتیب پر مرے پارنے رکھا قدم ناز باہر نہ کہا در سے جب اس نے قدم ناز</p>	<p>خندہ گلے گلے گلے گلے گلے گلے گلے جب جاپے ہم گلے سے ہوا شب کو ناز مشتاقوں نے کیا کیا نہ اٹلے ستم ناز</p>
<p>خال سے اب کو ترے دیکھ کے دانا اس خاک سے ہر پھول بھی آگیا گلابی میں شوقی نظارہ لمبویتی ہو میرے</p>	<p>کہتی ہیں یہ سبے نقطہ نوک قلم ناز مدفون ہو جہاں شہد تیغ و ستم ناز وہاں ہو گئے ستم و جہم ناز</p>
<p>ہنگام حسد ام اسکے میں کیونکہ نہوں ہاں بتخانہ صورت سے انہیں کام نہیں سے انداز نکویاں کے ہوس کشے ہیں چنگی</p>	<p>ہر باں شہد بہم نکتہ ہی و ستم ناز وہی وہ جو ہر ستم و بیت اصنم ناز ہر جگہ ہیں کھاتے نہیں چوٹی قسم ناز</p>
<p>ہیں داغ میرے ہوش ربانے پر طاووس</p>	<p>کیا بھائی مجھے حسد صفائے پر طاووس</p>

<p>نیرنگی الفت کے سبب ہر ضعیف یا دانا ہی اُس ڈانک کی پشت از کا عالم مانا ہی جو ہر اٹک میرا بوطلوں سے کرنے کو ہو س چہرہ عشاق سے روکش مجلس آرائی کرے جبہ رخ گلرنگ شمع موم کا فوری سے کچھ اسکی صیاحت کم نہیں سامنے اس شعلہ رخسار آتشناک کے کا فرما ہی پر آئے گر مزاج حسن و عشق سرکشی یہاں جسے کی اُسکے تیں لکھا دیا</p>	<p>لے ہاتھ میں چلتی ہی عصائے پرتاوس دیکھے سے دم رقص اداے پرتاوس ہی کلک مرزہ چہرہ کشائے پرتاوس کی صانع قدرت نے بنائے پرتاوس پھر نہیں چلنے میں برابر عاشق بے ننگ شمع ایک سانپے میں ڈھلے میں سا جھٹک شمع ایک سا جھکو نظر آیا گداز سنگ شمع ہوئے سر گر م دودن ساقی پالنگ شمع مت سمجھ بیجا ہو س تو نسبت اس و شمع طاوس منط جھکو ملا پیر ہن داغ</p>
<p>یہاں ہی مرا زخم بزر جمن دل یہ جم کے وہ بیٹھا ہی کہ اٹھتا نہیں ہر گز جوں شعلہ خاموش جا چکے ہی چکے جولالہ نکلتا ہی سو وہ داغ بدل ہی تن بسکہ ہو س آتش فرقت نے جلایا</p>	<p>گو یا دل پر درد ہوا ہے وطن داغ لائے نہ زباں پر کبھی ہمتو سخن داغ پہناں ہی تہ خاک مگر انجمن داغ کچھ ہم کو موئے پر نہ ملا جز کفن داغ کیونہ ا کے واسطے امیرے زنداکی طرف پہر پہر کے چشم قہر سے دیکھے تھا دانا کی طرف ہم سے تو ڈانک بے تین جاتے ستم عشق پہر تا ہی بگولا سا بگرد حسم عشق کچھ خامہ مانی سے نہیں کم قلم عشق کس راہ گئے زائر بیت الصنم عشق جانے دیانہ ضعف نے اُس کو نہیں تلمک</p>
<p>جانا ترا گدہو صبا اُس آفت جا کی طرف دامن جو میرے خاک ہی اُس مت کا کل چو گیا ہر ساعت وہ ہر خطہ فزون ہی الم عشق ابک ہو غبار تن نو سودہ عاشق تصویر سی تصویر بھلی آتی ہے بہتر کعبہ میں ہو س چلکے دراز ہونڈ ہو توان کو پہنچا جوشک خستہ دلاں آستین تلمک کرنے لگے سکار رنگ کھک سے برا بری ہم بسل خدنگ تغافل رہی مدام</p>	<p>پہنچا یہ خوں گر اُسکے کف ناز نہیں تلمک پہنچے کہی نہ اُس نگہ شرمیں تلمک</p>

یہاں تھی سب کی کہا سو کہا سہی کہ تھے غم پرانی  
 تری زلف کی بو کو جو لیکے صبا گئی ملک تین تین نظر  
 کہا لیلے نہیں سنایا بھی دم گرم تھے جس کے آگ لگی  
 مجھے دل میں تم تھانا ایک نفس میں کرتا تھا ناز بگرس  
 بجز میں کس سے کہوں حال دل زار اپنا  
 شمع پروانہ پر مصروف رہی گل ملیں پر  
 گوہر ہوئی دیکھ کر نہ وہ دنیاں جھل جوا  
 محشر میں ساتھ لے گیا کیوں نشان یار  
 بے اختیار وہاں مرے آنسو جو گر پڑے  
 سینہ کے داغ دیکھ لے میرے خلق نے  
 زندانی اس کے قید میں جب ہو گئے تمام  
 کیوں در پر بار ہی کے نہ کافی تمام عمر  
 مہلی کا جواز جب دوپا رہا قدم نکلا  
 جب یاروں نے تیرا اس کا سینہ میری کھینچا  
 حوروں نے مری دیکھی انہوں کی گل افشانی  
 کیا لطف ہو وہاں بار بجز منزل ہستی سے  
 جائے غم معشوقاں کیا میرا ہی سینہ تھا  
 جی اس کے درسا نہیں لگتا کس ذرا  
 کہتی علی لیل میں ہو جو میرا تو بیٹھے جی  
 رویا میں ساری عمر دے لئے ای ہو کر  
 تھے جس سے میں آہ کا ضبط کیا کہ گریہ ضبط ہو کر  
 بدول فراق میں گل کے زبیں تہ و بالا  
 بسک گیا ہی مگر تاقہ آج محمد امیں

وہ چلن جو قدیم زمانہ میں تھے ترے ہمد میں شکن نہ رہا  
 نہیں شوق جو یہ کا تیرے ہوا کوئی اہمیت نہیں رہا  
 وہاں تھے تھے دو گہری لگتا تھا جی بڑھنے کے وہی نہ رہا  
 مجھے غم تھے تو بس ہی تم ہو تھیں حال چرخ کون  
 نہ تو مونس ہو کوئی اور نہ مخوار اپنا  
 حسن ہر رنگ میں پاتا ہو خریدار اپنا  
 سرخی سے لب کی لعل بدخشاں نخل ہوا  
 سینہ سے میں نکال کے پیکان نخل ہوا  
 اس پر روک کر مجھے دریاں جھل ہوا  
 وحشت میں پھاڑ کر میں گریباں نخل ہوا  
 سسک رہا وہ سر گذشت اسیراں نخل ہوا  
 طے کر کے میں جنوں کا بیاباں نخل ہوا  
 کہتے ہیں کہ جنوں کا اک آہ میں تم نکلا  
 دیکھا تو جگر جو کر پیکان سے ہم نکلا  
 دامن کا ہر اک تھمہ نگہ دار دم نخل  
 ہر شخص جیسا ہے صحراے حرم نکلا  
 جب دلو ہو سس نہ ہونڈا سینہ میں تو غم نخل  
 فرصت نے نہ تو اتنی تو جاویں وہیں ذرا  
 ہونے تدو میں قس کو اندوہیں ذرا  
 رکھی نہ چشم تر پر مری ہمیں ذرا  
 ہو چکے ہی چکے ہیں نسویمے ہر لمحہ دل کہ نہ رہا  
 کیا ہر مرنے نفس نے نفس تہ و بالا  
 جو دلو کرتی ہی باہگ جرس تہ و بالا

<p>خدا کے واسطے اب ضبط کرو آہ نہ کر دلے جب عشق کے تھے اور چونکا جوش تھا گلشن ہستی نہ تھا نہ ہنسا بے بود و باش کون دریا میں نہایا تھا کہ جس کے واسطے برسر تقریر مچتی کس کر لب جادو بیاں اور کیفیت تھی بزم میکشاں میں غیب موسیٰ</p>	<p>زمانہ ہونہ کہیں لے ہو سہ تو با لاء گمیں کچھ بکتا تھا کہ دودو پہر خاموش تھا ہر نہال اس باغ کا بار سفر بردوش تھا حلقہ گرداب ہر اک صورت آغوش تھا ہمک ہی تیس بلبلیں منہ گل سرایا گوش تھا ایک کا لغزش کے باعث ایک تھا بزدل تھا</p>
<p>میں نہ سمجھا بلبل بے بال و پر نے کیا کہا نص کے دم بھی زبیں لیلے کو مانع تھا حجاب ترے وحشی سے عبت تجکو تھا کرتے ہیں لوگ سینکڑوں رنگینیاں پیدا کیں لئے وقت نص نامہ برو کا کیا دیں لئے سنکر میرا نام ہو گیا اُس کو پہنکر اور بھی مغرور و جوڑنا اُنکا نہایت لے ہو سہ دشوار تھا</p>	<p>گوشت گل میں قاصد باد سحر نے کیا کہا چپکے چپکے روئی اور اُس نوحہ کرنے کیا کہا سب یہ باتیں جو وہ تھیں اُس بیخبر نے کیا کہا خوں مجنوں سے زبان نیش تر نے کیا کہا منہ کو کتارہ گیا اور نامہ مرنے کیا کہا کان میں اُس شوخ کے سلک گرنے کیا کہا دل کے ٹکڑے دیکھ میرے شبنم گرنے کیا کہا</p>
<p>یار جبے خست لے عزم سفر ہونے لگا بہلا دی سے ہو گئے آگے بھگو آجاتا ہوش ابتدا میں عشق بازی سہل سمجھی تھی ہو س اک داغ جگر مثل شہر ہم کو ملا تھا منزل میں جہاں کیا نوا دل سے جدا غم ہر داغ جگر صہرت خورشید جہاں ہے غم کھانے کو تپا پینے کو خون جگر اپنا کہتا تھا لے کوئی ہو س اور کوئی مجنوں لوں اُس کا بدن آئینہ آب میں دیکھا آغ ہو نکو چکا چونکہ ہوئی جس نے تن اُس کا</p>	<p>خجر غم سے یہاں ٹکڑے جگر ہونے لگا طول عشق کا اب تو یاں دودو پہر ہونے لگا آخر جان کا اس میں ضرر ہونے لگا یہ یاس کے گلشن سے غم ہم کو ملا تھا اس راہ میں کیا یا را سفر ہم کو ملا تھا کیوں راہ میں وہ رشک مہر ہم کو ملا تھا الفت میں یہی زاد سفر ہم کو ملا تھا کل دشت میں اک تھک سہر ہم کو ملا تھا جیسے در کیتا شبنم متاب میں دیکھ پیشا شبنم متاب کے جلباب میں دیکھ</p>

سوئے سے ہوس کر کے جو اک آہ لٹھا	لے عاشق دم باختہ کیا خواب میں دیکھا
میں نے قافل کا دم ذبح جو بایوس کیا	رحم اُسے نہ کیا لاکھوں نے افسوس کیا
شعلہ شمع کی نیزنگ نے شب محض میں	پر پروانہ کو رشک برطاوس کیا
ایسے آنے سے تو قاصد تو نہ آیا ہوتا	کیسی امید میں تو نے مجھے مایوس کیا
بسکہ وحشت میں خوش آئی ہیں سولی عشق	شک کا پاس نہ اندیشہ ناموس کیا
لے ہوس حسن چپائے سے کیس جیتا ہوا	حال شمع عجب پر دہ فانیوس ہوا
کیوں عشق سے دعویٰ انکروں قیس کے خون کا	اب سلسلہ جنباں ہوں میں زنجیر جنوں کا
جب آہ میں کرتا ہوں تو چاہتا ہوں اک بر	کس تبہ کو پہنچا ہوں دھواں سوز دھواں کا
بے چین ہوا ایسا کہ کبھی نیند نہ آئے	افسانہ سننے گروہ میرے حال دہوں کا
سینہ میں تڑپتا ہوا پڑا برق کے مانند	کچھ حال نہ پوچھو دل بے صبر و سکوں کا
دنیا میں خوشی جان غنیمت کہ ہو دشوار	اک رنگ پر رہنا فلک بوقلوں بچا
کوہ عم فرقت کا یہ کیا بوجھ اٹھا	کتے ہیں ہوس دل جسے اک قطرہ ہی ہو
گر جاں پہ کوفت ہو تو تن ناتواں کو کیا	دل کی شکست سے ہونجر استخاں کو کیا
آئی نہیں چمن سے یہ سوئے نفس کبھی	رو کا ہو سخت بدن نے نسیم رواں کو کیا
یاران رقمہ بھول گئے ہم کو لے ہوس	رہ میں کسی نے لوٹ لیا کا رواں کو کیا
بنا فرہاد نے شیریں کی جب تصویر کو توڑا	تو گو یا میتوں کی رونق لیمسہ کو توڑا
گراں ہو اُس کے تن پر عکس بھی رنگ گل کا	ترے دیوانہ کیسوں نے کب زنجیر کو توڑا
دل عشاق سے ملتا جو پایا گلکی کلیوں کو	خفا ہوا اُسے ہر اک غنیمت دلیمر کو توڑا
ہوس ہم پار ہویں کیونکہ درمائے مجتے	قضا نے بادبان کشتی تدبیر کو توڑا
کسی کا روکنا وحشت میں جو تھک نہ بہا تھا	جنوں میں میں نے سر ہر خار دامن گیر توڑا
تاحق کی اک بلا میں مجھے مبتلا کیا	لے آرزوئے حسن تھاں ہائے کیا کیا
وہ بعد قتل خون سے مے سنخ کر کے ہاتھ	بولا کہ مئے آج سے ترک تھا کیا
شمشیر اس نے کھینچی ادا سے جو بہر قتل	خوش ہو کے میں نے شکر کا سجدہ دیکھا

ہر چند بجز یار نے لاکھوں ستم کیے  
 راہ بہنوں میں پہننے جو مارا قدم ہو ستم  
 پناہوں مردم دیدہ کو وہ خوشی کا جوڑا  
 شب وصل اس طرح لپٹے وہ مشتاق پہونگر  
 سمنہ کھلک خامہ کیا کہ سے ضبط اسکی چالاک  
 بہار گل لٹی جب اس پر یکے پائے نازک بر  
 ترے رنگ کھلک کا گریہ عالم کی تو دیا میں  
 نہ تامل ہو تو لے مطرب کہ کاؤں کو گرگ جانکے  
 بھول اب وہ غزل بھکونسا بحر سخن میں تو  
 عجب ساعت سے ذوقی کشتی دل بحر الفت میں  
 خیال زلف مرغ میں و زو رکب ہو یا ہی کرنا ہو  
 دکان دو صفحہ کا غزب اب توجہ نہ دیکھ ہو  
 نقش پائے زنگوں کا سلسلہ جاتا رہا  
 ہم گئے تھے اس سے کرتے شکوہ در ذوق  
 وہ مسافر سے روا الفت ہوئے کیا ہی ہوں  
 اکھ ہو بدن سے لسنکے نہیں پر جہاں گرا  
 لے آنکھ تو ہی تو سن ایام پر سوار  
 کھلک قصہ سے نقطہ سہوا قلم کی طرح  
 صدمہ سے باد تہ کے کتنی تھی عند لیب  
 اندہ برگ کا وہ ہوس ہو گیا ضعیف  
 نہیں خون شمع کیونکہ شمع و شاپ کا جوڑا  
 شب بجزاں کا میں اسکو افسانہ سنایا تھا  
 سچیدی پھر گئی مہبت سے رے مہربان

شکوہ سے میں نے لب کبھی استنما کی  
 مجنوں نے بانوں پر کے مجھے بیٹھا کیا  
 زمانہ نے نہ دیکھا ہوس آب متاب کا جوڑا  
 کہ مل جاتا ہی جیسے قطر و سیاب کا جوڑا  
 میں ہی ابلق گردوں ترے سنجاب کا جوڑا  
 بنایا مانی و بہزاد نے حساب کا جوڑا  
 کسی دن ڈوب کر مر جائے گا سرخاب کا جوڑا  
 ہمارا ناخن غم کی تری مضراب کا جوڑا  
 کہ لے مطلقہ نامطیع رہے سرخاب کا جوڑا  
 کسی نے پھر نہ تھمتہ زورق غوغاب کا جوڑا  
 مرے تار نظر سے کتنے رشتہ خواب کا جوڑا  
 ہوس چشم فلک نے بھی اسکی استیجاب کا جوڑا  
 تہہ تھک کر رہ گئے اور فاضلہ جاتا رہا  
 مسکرا کر آستے دیکھا سب گھلا جاتا رہا  
 پہلی ہی منزل میں جس کا راحلہ جاتا رہا  
 ساحلہ اُس پر خون دل نو خطاں گر کر  
 گو تو نے اُس کے ہاتھ سے چوڑی عنان  
 میں تیرہ بخت پھر وہیں اٹھا جہاں گرا  
 آتش پر گل کے کیوں نہ مرا آشیان گرا  
 جب اس کے سرخ شمع کا کوکر گل گرا  
 کہ عباسی کی اس شمع گل متاب کا جوڑا  
 ٹپک کر سر کو اپنے مر گیا سرخاب کا جوڑا  
 جب اس نے لال زنگو یا غب متاب کا جوڑا



تیشہ سے بستوں میں جو فرما دمرگ شیریں جو آنسو دیکھنے شہد زیر گئی ہم بھی تھے ہمارے لوٹیں گے ہوس	آواز نوحہ تھی فلک ہفتیں تلک وہاں موج خون بلند تھی دامن زین تلک بیٹے سے جو فصل گل یا سیں تلک
---	---

### ردیف ل

یو جبہ نہیں گر دیریشاں پس محل از بس کہ شش عشق سے آگاہ تھی لیلے کس سوختہ کی خاک سے اٹھا ہو گولا فکر قدم ناقہ ہو اقیس کو پیدا لے نا کہ کشش اتنی بھی نہ تو تیز زدی کر شاید میں اسے دیکھوں ہوس باخداں	تو پراسی سے مع غفص بجز محلی کہوں کس سے عزیز و میں حالت دل نہم تیریں مجھے جدا ہوے سب پہ طیش بے پجوڑی رفاقت دل غم عشق سے ہم ہیں ملول و حزن کبھی چین ہمیں تو ملا ہی نہیں وہ ہیں کون انہی کہ جن کے تئیں ملی عشق بستاں میں فراغت دل کہوں اُس کی خرابی میں کس سے ہوس اسی دوکھا کی سبھی ناگہنی کس تھے سوچ ہے اتنی ہی بات کا بس کہ جنوں نے بھی کی نہ محبت دل آتا ہو کوئی بے سرو سامان پس محل تھی دیکھتی وہ فتنہ دوراں پس محل اک شعلہ حوالہ ہے پچپاں پس محل دیکھا جو ہیں صحرانمیدان پس محل مجنوں زخود رفتہ ہونا لاں پس محل جاتا ہوں اس امید پر گریاں پس محل
--	---

### ردیف م

یہی کہتی لیلی سوختہ جاں نہیں کھاتی ادب سے خدا کی قسم  
غم قیس سوا مجھے غم نہیں کچھ اُسی کشتہ ناز و ادا کی قسم  
کسی کہتا تھا قیس غزالوں سے جا کوں نا قیدیاں سے کہ یہ کہو گیا  
کسی کہتا تھا تو ہی بتائے صبا تجھے لیلی کی زلف و قاتل قسم  
تے کشتہ غم کا ہے حال تیر ہی کہو جو جانا ہو تیسرا او دہر قسم  
مجھے قاصد موج نسیم سحر میری جس کی شب بکاں قسم

نہ تو آئی ہوس مجھے بھولوں کی بوجھی بیٹھانہ جا کے میں برباب جو  
میری تنگی دل تو غمی نہ کہہ سب مجھے باغ جہاں کے فضا کی قسم

### ردیف ن

بارانِ بزمِ محبت کیا ناز میں لور کی کامیاب  
دل سے کی ہر شق ضبط آہ و زاری اندوں  
کیوں خزان ایک پہنچ رہی تھی لگے ڈھائی نہیں  
ہی سلیماں کو میرے سے جوشِ جوانی کا غور  
ناز پرورد چمن تھے اب اسیر دام ہیں  
اتکے ہو میں مچا چکتیں مری رسوائیاں  
لو تباہی آپ وہ اب سن کی اپنی ہمار  
ضبط کا دعویٰ تھا آخر بھر میں خلا اٹھے  
کیا کہیں بھر ویرد اُس بُت کے جاسکتے نہیں  
یا خفا ہوتے تھے ہم تو متش کرتے تھے آپ  
دل کا ہر حال میں رہتا تھا بہت پاس ہیں  
اُس پری روئے نہ تھے ہی نہ ہی کیا کروں  
چل کا دن ہر مے آنکھوں کے میرے سامنے  
تختہ تختہ ہو گیا طواف میں اگر حجاز  
ہی تو وہ دین پہ محض دیکھ کر خون کا مے  
شکر سے شکرے دل پہاڑا ہے پلوں میں ہوس  
ہی جو بالائیں ہم صغیرانِ چمن کی یادیں  
ہر کھٹک چشمِ منظر ان کی رواق میں  
مجنور سے کوئی کدے کہ سر زانو پر دھرے  
سب سے جدا ہی لہجہ ہمارا تولے ہوس

اندیشہ فوت صحیح نہیں تشویش چرغِ شام نہیں  
طائرے آستیاں ہی بقیہ رسی اندوں  
سرِ پیکٹی ہے کہاں باد بہاری اندوں  
مربک باد صبا پر ہی سواری اندوں  
کچھ تولے صیاد کو خاطر بہاری اندوں  
ضعف اگر کہ تانہ میری پردہ داری اندوں  
مائل آئینہ ہی ختم بہاری اندوں  
اے ہوس کیا ہو گئی یہی تھی تھاری اندوں  
دیکھیں ہم کیونکر اُسے آنکھیں ملا سکتے نہیں  
یا خفا ہیں ہم سے وہ اور ہم نہ سکتے نہیں  
سو گیا ہاتھ سے اب کچھ نہیں سوز نہیں  
سر کہ ہر ٹپوں کہ ہر جاؤں الہی کیا کروں  
ہی کھڑی شب بھانہ بھراں لی سیاہی کیا کروں  
تم سے لے پل و بیاں اپنی تباہی کیا کروں  
سوچتا ہے اس میں اپنی گواہی کیا کروں  
فرخ گرتی ہے تباہی کی کم نگاہی کیا کروں  
اک مرا ہے عند لیبار کی غمِ یاد میں  
دکھلائے منہ کو بیٹھیں سب شقیات میں  
نیلا غریب روئی ہی تیرے فراق میں  
رہنا رہ رہاں ہیں روم و عراق میں

جنگی خاطر اپنے تئیں ہم آپ میں آتے نہیں  
 دیکھنے سے جسکے سیری ہی گم ہو ہوتی نہیں  
 ہم نے ننگ نہ دیکھا تو آنکھیں نیچی کر لیں شرم سے  
 لیکن ہی دور از خود رفتگی اُن سے ہمیں  
 اُنکے جاتے ہی ہو اسی مضطرب کیا ہوتے  
 ہماری نذر کو جو خامہ محسوس بر لائے ہیں  
 ادا لیتے ہی ورق چہرے کا لیلیٰ کو نقش آ یا ہے  
 سوا غم کے نہ کچھ دیکھا بخیر حسرت نہ سمجھا یا  
 ہمیں پریشانی سے تھا کیا کام ہمیں ہم کو گزرتے  
 مجھے کہ قتل جب فترت اک سے باندھا تو یہ بولے  
 ہوتے احسان جلاؤ دیکھا ہی میری گردن پر  
 خواہ وہ قید رکھیں خواہ وہ آزاد کریں  
 کل سے کہہ جانے اسیر کی طرف سے یہ صبا  
 بھگو ڈوبے کہ کہیں باد صبا کے بھونکنے  
 نام لینے سے تیرے ہم کو حیا آتی ہی  
 جن ذبیحوں کو ہوس پاس ہو قاتل کا بھلا  
 تو جو پڑا پھر رہا ہی آج کہیں کل کہیں  
 چاہے بھی کیا چیز ہی سو جھٹا پھر کچھ نہیں  
 دل نے تو حیراں کیا رہو گئے ہے یہی  
 جاتا ہوں جب اسکی پاس کتا ہی وہ آہوٹس  
 جب اس سے درد دل کرتا ہوں نہیں نگاہ بات نہیں  
 اُسے اویس خیر میں یا وہ دن بھی کہ میں نہ بولتا  
 سر ہاندا کہ ترنگا لیاں دیتا ہر وہ مجھ کو

آہ اگر وہ کبھی چھاتی سے لگ جاتے نہیں  
 برسوں اب وہ ہم کو صورت پانی دکھلا دے نہیں  
 دیکھو اس طرف پھر کہو کہ شہرے جاتے نہیں  
 مدتیں گزریں کہ اب ہم آپ میں آتے نہیں  
 ہجر بھی ہوتا ہی لیکن اتنا گھبراتے نہیں  
 لب خاموش گویا برسرِ تفریر لائے ہیں  
 مصور اس کے تجھوں کی جیسے میر لائے ہیں  
 عدم سے ساتھ اپنے ہم عجیب تقدیر لائے ہیں  
 صف محشر میں ہکویا رب الفقیہ لائے ہیں  
 ہم اس صحرے الفت سے عجیب بھر لائے ہیں  
 کہ میرے قتل کو اُس شوخ کی تشویر لائے ہیں  
 ہکو طاقت نہ رہی اتنی کہ فیر یاد کریں  
 قید سے چھوٹیں تو پھر ہم حین آباد کریں  
 اس حین سے نہ میری خاک کو برباد کریں  
 روبرو کس کے تراش کوہ بیداد کریں  
 کس طرح نالہ تہ خجیر نو لاد کریں  
 لے دل خانہ خراب تھک کو بھی ہر کل کہیں  
 گر وہ ہوا اک ذرا آنکھوں نے اوجھل کہیں  
 رات کئی اونٹیاں صبح ہوئی چل کہیں  
 آگے تو میرے نہ آسانے سے ٹل کہیں  
 لگا لیتے ہیں بس اُسکو وہیں اختیار بات نہیں  
 گزر جاتی تھی ساری شبیں ڈورا بات نہیں  
 زباں اس شوخ کی ہر کس قدر طرار بات نہیں

ہوس مت ذکر تو میرے آگے اسکی ابرو کا  
 جی میں تباہی کہ احوال اسیران دیکھوں  
 یہ بھی قدرت ہی خدا کی کہ نہیں سب در میں  
 بیکسی ہے علی ہی گور غریباں کی طرف  
 ہفت نہر خرو کر کے مجھے کتا ہے  
 سائرین کو بھی بوند گیا ہو جس نے  
 سوزش دل کے کہتے ہیں ہوس کیا ہے ہی  
 چمن سے کون گذرا نہ کی بے اختیاری میں  
 کسی کا دل نہ بچیدہ ہوا فسر یاد سے اپنے  
 قضاے ناقہ چلاتا ہی مجھوں وہ نہیں سنتی  
 خدا کے واسطے صاحب ذرا تم بام پر آؤ  
 سر شاخ سے ہیں لعل بدخشاں سے ہوس بہتر  
 کہ باد صبا جا کے اسیروں سے قفس میں  
 ظاہر نہیں ہوتا درد دیوار چمن سے پڑ  
 جگلوں میں جھنجھوے قفس صحرائی کروں  
 گر کوئی مانع نہ ہواں سجدہ کرنے کا مجھے  
 بزم ہستی میں نہیں خبر کسی اپنا رفیق  
 غارت دل کا جو گریا ہی ارادہ ترک حشیم  
 آتش کوئی نظر آتا ہی یہاں کب آہوس  
 وہ آئینوں جو نشے کے آتار میں آئیں  
 بنوین میری بھی اشکو کی شمت شو سے ہوس  
 بہتر بدم میں یہاں سے ہی کیا حال کارواں  
 محل نشیں تازہ کو مطلق خبر نہیں

کیل جاتی ہی یہاں کثرت یونہی تو اربا تو نہیں  
 چھپ کے جاؤں طرف رورن نڈاں دیکھوں  
 لب اسوس کو اپنے تہ دندان دیکھوں  
 کہ ذرا جا کے میں تنہائی یاراں دیکھوں  
 کسے ماتے ہیں تھے سینہ یہاں دیکھوں  
 کیا غضب ہی میں اُسے ہم متاں دیکھوں  
 باتہ رکمر میں ترا سینہ سوزاں دیکھوں  
 نیم صبح کب کو بوند ہوتی پھرتی کیاری میں  
 عجب لذت اٹھائی ہم نے چپکے چپکے زاری میں  
 ہی مت خواب راحت صاحب محل سوا ہی میں  
 سر رہ کوئی کھڑا ہی دید کی امیدواری میں  
 مقابل اُسکے کیا سلک گر ہو آبداری میں  
 بھولے ہمیں تم آتے ہی صیاد کے بس میں  
 سر راتی ہے باد صبا کسکی ہوس میں  
 کب تلک بوند ہوں کنا تنک بوند سمانی کروں  
 آستان یار پر برسوں جیس سانی کروں  
 کس کی خاطر دشتوں میں خفت آرائی کروں  
 غمہ کتا ہی میں تاراج شکستہ کی کروں  
 کس کو میں اپنا ایس کچ تنہائی کروں  
 جاہیاں اُسے لاکھوں خار میں آئیں  
 صفائیاں گسرا ابداریں آئیں  
 جو کارواں جاتے ہیں دنیاں کارواں  
 کس کس کی خاک ہوتی ہی پا مال کارواں

لاکھوں ملے ہیں خاک میں ہوتا ہی مشکف  
 گھر میں یہ اضطراب عشا کی کا ہی حال  
 یاراں رفته سے تو ہی غافل نہیں ہوس  
 بلب کی زباں پر یہ افسانہ چین میں  
 لے باد صبا ہوئی بلب کو نہ دامت  
 پابوس کیا سلسلہ موج صبا نے  
 اس شرم سے جانا سینہ سیر کو گل کی  
 کچھ ابے خوں خیزی یہ باد باری  
 لیلانے انیسوں سے کہا ہے سننا ہی  
 کیا جانے مرا قیس خریں تھا کہ ہوس تھا  
 بھرے گلشن سے بیٹے پھول چین چنگے دامن میں  
 چنے ہی خار بجز آنکھوں سے پھولیں ہی تو قیام  
 گو چپ ہوں ہیں جوں بلب تصویر میں  
 بلب کو ترخم نے گرفتار کیا ہے  
 حیرت نے یہ گھرا ہی کہ اب مرغ چین کے  
 بے سیر چین لے ہوس بال فانی  
 صبا کو دے رحم خدا اب یہ دعا کہ  
 رنگ گل شگفتہ ہوں اب رخ چین ہو پھر  
 کثرت جو یار سے سب ہیں یہ میری جزو تن  
 میں ہوں نیم تو بہا میں ہوں نیم زلف یار  
 سر و نشیں اور ہیں شاخ نشیں گل اور میں  
 خندہ زناں ہیں مجھ کو بے خبر دال رد و کار  
 آیا نہ اتلک وہ ہوا رو بشارم دن

ہر سطر موج پر یک سے احوال کارواں  
 گزے ہی جوں سفر میں مٹے سال کارواں  
 آنکھوں کی تیرے پھر ہی ہیں نکال کارواں  
 کیا باد خزاں کو گئی ویرا نہ چین میں  
 لیجانہ تو خاکستر پر دانہ چین میں  
 آشفتہ جو آیا تو ادیوانہ چین میں  
 دیکھے نہ تجھے سبزہ چنگا نہ چین میں  
 دیوانہ بنے جانے جو فرزانہ چین میں  
 کٹی حج عجب مجلس زندانہ چین میں  
 کرتا تھا کوئی نعرہ مسلمانہ چین میں  
 یہاں تو عمر بھر جھگڑا رہا دست گیراں میں  
 کہ شاید تاقیابی ہی ہے اس بیاباں میں  
 ہر جہر صندلہ لگو گھس گھس میں  
 ہر تار نفس ہو سے زنجیر نفس میں  
 وا ہو نہیں سکتے لب تفریق نفس میں  
 ہی ہر ہر پر بلب اسے شمشیر نفس میں  
 لعل کو ہوش لانی کی تقدیر چین میں  
 شمع حرم چراغ دیر شمع ہر تہن میں  
 سوز و طلال دیاس درد رنج و غم و چین میں  
 گو کہ لڑ سے ہوں نہال اغل چین ہونیں  
 غمری آتشیاں خراب بلب بے وطن ہونیں  
 اہل خرد میں لے ہوس رونق چین ہونیں  
 قاصد کے انتظار میں گزرا مٹا م وں

عالم فریب خوردہ حسن کلام ہے  
 اے آفتاب ہادی کوئے نگار ہو  
 واہو جو پردہ رخ محل نشیں ہو  
 میکشاں خوش ہو کر دگر لاکھ عصیاں بے یز  
 کون میکش آج گذر اتھا خراں باغ میں  
 یاد حق صحبت دیرینہ کر کے اے نسیم  
 ابی تو نہ پڑ اتھا عکس رخ کسک ہو  
 راحت ملک عدم یاد نہیں یاروں کو  
 وہ جو ہیں دیکھنے والے تیرے لے مائے ناز  
 خفا ہر وہ بت خو خوار دیکھے کیا ہو  
 گئے ہر حقو کی امید گاہ قتل کا بیم  
 نہ آشنا ہیں موافق نہ دوست ہیں غمخوار  
 متاع حق کہ اس گل کی اندویش ہو  
 لطف شب نہ ابدل اُسد مچھے قاتل ہو  
 بیٹھے ٹھہرے ناحق لگتا ہے روگ جی کو  
 صحر میں ناقہ بیٹھا حنا ہے بیکسا نہ  
 دوری سے روئیں کیا غم یاراں رفتگان کی  
 جبال سرخ افندی لے ہوئیں میں اُسد  
 صبح میں جنوں کے مجھے نخر بناؤ  
 چوری تو عیاں ہو گئی لکنت زبان کی  
 اے ہنعمو کیا قصور محل کرتے ہو تم طرح  
 ہوتا ہی ہوئے ہیں جو یہ خواہش تقدیر  
 عاشق کا ذرا چاک گریباں تو دیکھو

وعدے کے تیرے کو گنگن غافل عام دن  
 اے بھلا کبھی تو پہلے بھی کام دن  
 مغرب کو پھر نہ مہر کی کھینچے زمام دن  
 بوسے گل ہی تھن بہر حفظ رنداں باغ میں  
 پھول آتے ہیں نظر پامال داماں باغ میں  
 گل سے کیجو شرح احوال اسیراں باغ میں  
 ہر تجسم تھا غیرت سرورِ آغاں باغ میں  
 عالم آزادی کا بھولا سر گرفتاروں کو  
 سبز زلفش کرتے ہیں یوسف کے خریداروں  
 نئے ہارے ہیں اطوار دیکھے کیا ہو  
 کھڑے ہیں تیرے گنگار دیکھے کیا ہو  
 فلک ہر درپے آزار دیکھے کیا ہو  
 چمن چمن ہیں خریدار دیکھے کیا ہو  
 اک چاند نقل میں اک چاند مقابل ہو  
 یارب کبھو کسی سے الفت نہو کسی کو  
 شاد سنائی اُسے جنوں کی بکسی کو  
 اک دن سفر جہاں سے دریش ہو سہی کو  
 دیکھا شفق میں پہاں خورشید غاوری کو  
 دل کو میرے اُس کا دف تیرا بناؤ  
 جھوٹی نہ مرے سامنے تقیر بناؤ  
 ٹوٹے ہوئے دل کی کوئی تعمیر بناؤ  
 لوں سیکڑوں باتیں کر دو تیرا بناؤ  
 آتا ہی مجب و راج سے چلاستان تو دیکھو

ہر چند کہ ب دیکھتے ہونا مہ کو میرے  
 دیکھو نہ پریشانی مے آئینہ لیکر  
 دیدار کی خواہش میں مگی دیکھیں آئیں  
 عاشق تو تمہارا ہے ہوسس پریشان  
 نت وطن میں تو رکھایے سرد سناں مجھکو  
 میں چراغ سرور ہوں نہیں صرصر دریا  
 بھر میں اشکوں کی دولت نظر آیا ہوس  
 نت جی ہی میں عشق کو صدمے اٹھایو  
 شوق اندنوں ہوا سے داستان  
 رہنے مے میری خاک تو اُس در پہ کھیا  
 جی کو یقین ہو حشر میں ڈھونڈو نکالیں مجھے  
 اسیں زباں ہی جان کا ستا ہے ہوس  
 کیوں حال تڑپے میں نہ لعل کا برا ہو  
 لیلی کو ستانے لگی تاثیر محبت  
 بہا تانہ وہ دل کو تو پیس بج نہ ہوتے  
 مجنوں نے کیا غد میں جا اپنا نشیں  
 خواب کے ہوا خواہ ہیں دل سے ہوس ہم

پر تم کو تم کسی عنوان تو دیکھو  
 آتش کی زلف پریشان تو دیکھو  
 جان باختہ عشق کا ار ملا تو دیکھو  
 اک مرتبہ بات اسکی ذرا مان تو دیکھو  
 اب دکھاتا ہے غلک شام غریباں مجھکو  
 قتل کرنے کو ہے بس حبش زماں مجھکو  
 خوشتر از سلک گہرا گر گیاں مجھکو  
 شکوے کی بات سنہ یہ ہوس تم نہ لائیو  
 یار و کوئی میسری بھی گمانی نہ لائیو  
 مت غبار خستہ دلاں مت اٹھائیو  
 ظالم دماں تو مجھے نہ کھرا چھپائیو  
 زہمار بار عشق نہ سر پر اٹھائیو  
 بھری دم فوج جو قاتل کسا برا ہو  
 اس رنج وہ صاحب محل کا برا ہو  
 کیا دل نے ستایا ہیں اس دل کا برا ہو  
 افسانہ رسوائی محفل کا برا ہو  
 یارب نہ کسی حور شامی کا برا ہو

اردو لفظ کا

سہنے کی سڑے رہ مہم کس حتم دجاہ کیا تھ  
 تیرے بیمار کی شب کش چراغ سحری  
 ہر دم نزع مریض اپنے کو ظالم نہ پکار  
 برہمن نے ہاتھ میں دیکھا جو میرا لکھا تھ  
 اب ہوئی تیری ترقی غرہ لے شور نشور

رشک خونیں کے پرے ہیں علم آہ کیا تھ  
 ہو گئی جان ہوا مالہ جانکاہ کیا تھ  
 لو لگی ہو ہوس زار کی اندر کیا تھ  
 مرگ بتلائی کسی بدست متوالے کے ہاتھ  
 ضبط کو فریاد کرنے رکھا گردن مالے کے ہاتھ

عشق کی گرمی سے کیوں جل نہ جاؤں استخوان  
 دیکھنا بھی ہو گیا خواب خیال اب کہ ہوس  
 نرگس سے گل سے لالہ خندان سے دور رہ  
 خطرہ ہی مجھ کو جل کے نہ ہو جاے راکھ تو  
 جسٹل گر طوائف کو اوے تو وہ کے  
 ہر نطفہ جاگنی کا شب انتظار میں  
 میں تو اسیر دام بلا ہو چکا ہوس  
 تھا جو حیراں میں یہ حیرت کدہ مانی دیکھ  
 تو جو گذرا دزدان سے تو کس حسرت  
 پیچھے اپنے پہ مغرور ہے کیا مرغ چین  
 تو بردہ جھگوٹا ہے خدائے لے بت  
 بیوفا سے مئے رنگتا ہی یہ امید وفا

آگیا اک مشت خس آتش کے سر کا لیکے ہاتھ  
 روز و شب بھرتے تھے انکا ہاتھیں یا لیکے ہاتھ  
 لیکن نہ لے لے نگہ رخ جاناں سے دور رہ  
 لے آگ میرے سینہ سوزاں سے دور رہ  
 میرے شہید ناوک مرثاں سے دور رہ  
 لے گرد خواب دامن مرثاں سے دور رہ  
 ہر خدا تو کا کل پیجاں سے دور رہ  
 رہ گیا این حیراں میری جسدانی دیکھ  
 رہ گیا دور سے جھگوٹا زندان دیکھ  
 اک ذرا مرغ نفیس کی بھی غزلوانی دیکھ  
 اپنی تصویر پہ صنم قلم مانی دیکھ  
 لے ہوس دل کے در تو میری نادانی دیکھ

### اروین

جوانی یاد ہو کہ اپنی پھر بے اختیار آئی  
 ہوا تمام گ سے غافل میں کس دن جو نہیں رہا  
 دیکھا ہے رنج پیری کے اجل تیرے تغافل نے  
 ہمارے تو سن عمر رواں کے تیز کرنے کو  
 نہ پایا دف لے زاہد کوئی بیٹے عبادت کا  
 نہ کچھ خطرہ خزاں کا بڑی نہ احسان بہار اسیر  
 جا ہی دیکھو غفلت نہ سمجھے وائے نادانی  
 جو ننگ عشق میں وہ لوالہوس فریاد کرتے ہیں  
 تو برسہا برس وہ سدخونہ آوے  
 یہ دشمن سے اس نگہ کی ہیں اہل عرفاں

ہوا دیوانو میں جب غل بہار آئی بہار آئی  
 صبا کیوں لیکے میرے سامنے مشت غبار آئی  
 مجھے آنا تھا پہلے آہ تو انخابم کار آئی  
 شمیم زلف دوش باد صحریر سوار آئی  
 شب بھر اں ہوئی آخر تو صبح انتظار آئی  
 عدم سے اپنی شاخ آرزو بے برگ بار آئی  
 ہمیں دوون کے ہلانے کو عمر بے مدار آئی  
 لب خم ہوس سے کب صبر از نہاد آئی  
 شہر طوافی لب پر شکوہ کہتو نہ آئے  
 کیونکہ لیکے ساتی جام و سبونہ آئے



ہر سبزہ کی زباں یہاں مصروف العطر  
 اللہ سے بد مزاجی کرتا ہی عاشقوں سے  
 دکھلاؤں گے ہوس میں ناگہن جو ہر  
 بنایا کھوج برسوں نفس کی زینت کا ڈھونڈ ہی  
 تلاش اس طرح بزم عیش میں ہیے نشا نو کا  
 ہم اس کے ذکر ہی سے خوش کیا کہتے ہیں لا یا  
 کہ ہر کو دکھ کر جاتا رہا بعد شباب اپنا  
 اٹھا ناہوسیک آدم نہ جب بارامانت کا  
 گرہ ساسونیں ڈالی ہی ہوس افراط گرہ نے  
 دل میں ایک اضطراب باقی ہی  
 اُسکی رحمت سے ناامید نہو  
 ایک دم کے لیے نہ گھبراؤ  
 دل کو بردم ہوس قبول خصوص  
 نئے آج پڑ ہے جوانی میں کیا تھے  
 جہاں کی تو ہر چیز میں ایک مزا اٹھا  
 نہ کافر سے غلت نہ زائد سے الفت  
 نہ تھا میرے جنگل میں آزاد کوئی  
 مزار غویاں تا مسک کی جا ہے  
 بنا کر بگاڑا نہیں کیوں جہاں میں  
 نئے آخری نالے دو چار میں نے  
 خدا جانے دنیا میں کس کو تھی راحت  
 چھٹ کے ہم شب گھر خوشیہ ناخن میں بگے  
 ترک چشم مارنے کی تیغ ابرو دوش پر

افسوس ابر رحمت گر آج تو نہ آوے  
 وہ گفتگو کہ جس میں الفت کی بونہ آئے  
 بلبل کو میرے آگے پھر گفتگو نہ آئے  
 نہ تو ممکن تیا جن کا نہیں کوئی کہاں ڈھونڈ ہی  
 کوئی کیڑے میں جیسے زخم سوزن کا نشا ڈھونڈ ہی  
 سہارا تجھے تنکے کا غرق نیم جاں ڈھونڈ ہی  
 نہ پایا اُس مسافر کو ہزاروں کارواں ڈھونڈ ہی  
 کہاں سے پھر کوئی اسکے لیے بارگاہ ڈھونڈ ہی  
 نہ آہ ناواں آئینکوب تنکے دباں ڈھونڈ ہی  
 یہ نشاں شباب باقی ہے  
 ابھی روڑ حساب باقی ہے  
 نفس چہ خواب باقی ہے  
 پھر وہی اضطراب باقی ہے  
 جب اٹھے تھے زانو سے ہاتھ آشنا تھے  
 نہ سمجھے کہ کس شے کے ہم بنلا تھے  
 ہم اک بزم میں تھے یہ سب سے جدا تھے  
 بگولے بھی پاسبند زلف ہوا سے  
 وہ سوتے ہیں پھرتے جو کل جا بجا تھے  
 یہ سب حرف کیا سہو کلک قضا تھے  
 وہی نالے بانگ شکست و رات تھے  
 ہوس بہتو جینے سے اپنے خفا تھے  
 نکمت گل کی طرح نہاں چین میں رس گئے  
 مومے گیسوب کے پیچھے بانگین میں بگئے

کام آخر شمع کا بھی جلد کرانے سے بڑھتی  
خونی قسمت ہی چھوٹے قبض سے ہم اسیر  
شام خوبت خند و زن کی تیرہ گنتی پر ہوتی  
مرگیا غصہ میں حاجت بھی نہ تلوار کی نعتی  
یاد ایام توانائی نہ اعضا زخموں  
اگر نہ تعادل کے ٹپنے کے ٹپنے سے آگاہ  
اکبھی زلف ن کو جو کھول دے تو نمود و ترشہ کی  
اگل لہر تن جلدی کچھ وہ جو بوی گیسپا میں  
کسی جان اردو کھاؤ نہیں کسی زخم پہنکی کساں جانیں  
مر اقل و لغز جو ہی نہیں دھیمی کا سبب ہوتی

راکھ ہو کر لاکھ پر دلانہ لکن میں رسکے  
جنگل تیر مردہ باقی جبہ چین میں رہے  
ہم مسافر کے لڑوون وطن میں رسکے  
کیا میری موت بھی مرنے میں تیرا کی نعتی  
وہ بھی کیا دن تھے کہ طاقت مجھ و فدا کی  
روز خواہش اُسے کیوں بازہ گرفتار کی تھی  
خواب بکوالٹ دیا تو سحر سے فصل بہار کی  
نہ فکرت خیر و بد میں لبٹ رہا شک تار کی  
وہ غریب ہوں کہ غم نہیں سمجھنے بارہ دیار کی  
اُنھیں خسرت آنکھوں کی دیکھی کی گشتہ نیم شکار کی

نہ شجاعت آتی ہر کام یاں رہائی ہے نر و سیم سے  
میری موت مجھ کو چھڑاتی ہے مرے دوستاں قلم سے  
وہ جو آنکھیں نیند کی ماتی ہیں کوئی سوتے کو وہ جنگاتی ہیں  
گل نیم واکو سکھاتی ہیں کہ تو شکوہ کیوں سیم سے  
شب غم سے کون بچا لگا جو دن انتظار کا آئے گا  
کوئی مرگ چھٹ نہ چھڑا لگا مجھے اس بلائے عظیم سے

تو بے کا چلے ہیں داغ ہم دل پر لے  
ریخ و اطم و درد تھے تقدیر میں میری  
ہی حاصل کشت جہاں درد و غم و ریخ  
سنتا ہوں نہ کا کوئی نہ کچھ نہ سے ہوں کیا  
خیر و جانے اگر با تو ہوں شیشہ گردوں  
اکب تک تری شوخی سے شوخی کو چھایا  
گلشن میں بہکتا وہ گردست خراب آئے

لسا چنے آئیں نہ حوریں ہاتھ میں سا خریلے  
سیما شکستہ ہوا کسیر میں میری  
یہ مرگ تو تو قیصر ہی جاگیر میں میری  
خالی ہی جگہ محض تصویر میں میری  
پریاں سبھی ہو جاتی ہیں تصویر میں میری  
لے قلم بیداری تو سوسے تو خواب آئے  
آخرش کو تو لغزش ہو سستی کو چھایا آئے

لکھتے ہو عیث یارو اب حال مرا اس کو  
 مجھ سا جو کوئی میکش آئے لب دریا پر  
 ان صومعہ والوں کو خود داری کا دعویٰ ہی  
 گرتا بلش غور سے وہ چہرہ عرق افتاں ہو  
 اُس گل کا تصور ہی اور گوشہ تنہائی  
 زائد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے  
 ہو غم باغباں تو بے بل اسیر  
 تصویر یار جی میں ہے لیجا کے مسر میں  
 آزادی میں بھی یہاں تو اسیری جی کا تھ  
 اسرار عشق مرنے تلک مختلف ننو  
 میں نیم جاں رہا تو نزاکت کا تھا تصور  
 سر رشته عشق کا ہی حد اسے لے ہوس  
 عالم کی زباں او پر گو قصہ تجبوں ہی  
 ہر چین بھی دامن کی سر رشته مضمون ہی  
 بال اسے ہیں سر پر آشفہ و زولیدہ  
 آشوب دو عالم ہی روناتیرے عشق کا  
 لے جلد خبر پیلے ان روزوں ہوس تیرا  
 نیند بھر کوئی نہ سویا مرے زنداں میں کبھی  
 قیاس و فرما دینیں ماسے میں کس سے پوچھوں  
 باغیاں باقی ہی اب بھی کوئی تنکا کہ نہیں  
 چشم اصلاح ہی بعد اپنے زباں دانوں سے  
 رونے میں رات بھر کی ساری گزر گئی  
 جس افسے گزر مرے دلدار کا ہوا

یہاں کام ہی آخر ہی جب تک کہ جواب آئے  
 ساغ میں جابو نکلے ہوسے مے ناپ آئے  
 مسجد کی طرف یارب ہست شراب آئے  
 کرنے کے لیے سایہ اُس گل پر سحاب آئے  
 اغلب کہ ہوس تجھ کو اس رات خواب آئے  
 سو بار تو بہ بیچے سو بار توڑیے  
 پر مردہ پھول باغ سے دو چار توڑیے  
 یوسف کا مول کچھ سر باز آ توڑیے  
 زنداں کی کس امید پر دیوار توڑیے  
 مہر سکوت منہ سے نہ زہار توڑیے  
 تھجھلا کے آپ اپنی نہ تلو آ توڑیے  
 بچ بھینک دیجیے زنا ر توڑیے  
 افسانہ کز سوانی اپنا بھی تو موزوں ہی  
 ہر بند قیاس کا ایک مضرعہ موزوں ہی  
 مجنوں کی سیر بختی گد و سر حنوں ہی  
 ہر قطرہ میں دریا ہی ہر اشک میں جھوں ہی  
 مفتون و غمخستہ دل آدہ و مخزنوں ہی  
 صلح اکدم ننوئی دست و گریباں میں کبھی  
 نیند آتی ہی کسی کو شب بھراں میں کبھی  
 آشاں ہم نے بنایا تھا انگشتاں میں کبھی  
 غلطی نکلے ہوس گد مرے دیوں میں کبھی  
 گزری بری ہی یوں ہی ہندی گزر گئی  
 سمجھا میں یہ نسیم بہاری گزر گئی

چشمک زنی سے غیر کی یہاں یہ ستم ہوا  
 یلی نے عیش و ناز میں گو عمر کی بسر  
 اتنا جو پر غبار یہ دشت دل ہوس  
 ماتھے پہ لگا صندل وہ ہار پہن نکلتے  
 البدر سے تری شویش لے فصل جنوں نہیں  
 عاشق کے تئیں اپنے سچ اپنی دکھانے کو  
 مرغوب جنوں پانی پوشاک نہ جب کوئی  
 کیونکر نہ ہوس جاوے صدفے فلک سیلی

گویا کہ اپنے دل سے کٹاری گزر گئی  
 مجنوں کی بھی مذلت خواری گزر گئی  
 یہاں سے مگر کیسی سواری گزر گئی  
 ہم کھینچ وہیں قشقہ زنا رہیں نکلتے  
 دیوانوں کی زنجیریں ہشیار ہیں نکلتے  
 ملل کا انگر کباہ سو بار ہیں نکلتے  
 ہم جامہ عریانی ناحیا رہیں نکلتے  
 یلم ہی کاسب گناہ یار ہیں نکلتے

کیا دن تھے جب چھپ چھپ کر تم باس ہمارے آتے تھے

کاپٹنے تھے بدنامی کے ڈر سے آنسو پی جاتے تھے  
 ہاے جوانی کیا موسم تھا اب وہ دن یاد آتے ہیں

روٹھتے تھے ہم ہر دم ان لے اور وہ آکے مناتے تھے  
 ہاے غضب ہے مجھ وحشی کو اسی موسم میں قید کیا

سن جب شور فصل ہماراں مرغ قفس گھراتے تھے  
 ذکر کیا میں آپ کا کس سے کس کے آگے نام لیا

دشمن تھے وہ لوگ مرے جو آپ کے تئیں بھکتے تھے  
 ہاے وہ پہلے چاہ کا عالم کس سے میں اظہار کروں

میں تو حجاب سے آپ تجھل تھا وہ مجھے شرماتے تھے  
 اس سے ہوس ملتاشکل تھا پردہ ہم سے دور نہ تھے

ان کے تصور ہی سے ہر دم ایسا ہی بھلاتے تھے  
 ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تھی کہ غم سے چھٹے

پرفراغ الم سے نہ داناں بھی لاواں غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے  
 کبھی، یہ میں تھے کسی بت پہ فدا کبھی کبھ میں کرتے جا کے دعا

تیرے کوچے میں بیٹھے تو خوب ہوا کہ تاشکاش دیر و دم سے چھٹے  
 یہی کہتی تھی لیلیٰ پردہ نشین کہ فراق کی اب اسے تاب نہیں  
 ملوں اس سے میں تا مرا قیس خزن غم سحر کے درد و الم سے چھٹے  
 میں ہوا بھی جو بسمل تیغ جفا و لے باقی ہو دلیں ابھی یہ وفا  
 کہ یقین ہے کہ مر ا جاے خا جو لگے تو نہ پائے غم سے چھٹے  
 نہ بولتے چین کندہ رسن رہی بھاگتا ہی وہ بہ دشت خستہ  
 تیسکے چشم ہوا سچے سایہ فلک کبھی پاسے غزال دم سے چھٹے  
 نہ کیوں شاکی ہوں بخت سیاه سے ہم کہ وہ معدن شفقت لطف و کرم  
 کرے نالہ شوق جو ہم کو رستم تو پاسی نہ لو کہ قلم سے چھٹے  
 مجھے رہ میں ملے تھے وہ باندھے کر طے جاتے تھے باغ کو وقت سحر  
 انہیں لاتا پکڑ مجھے کس کا تھا ڈر یہ فریب کے قول و قسم سے چھٹے  
 ہوئے خوف سے گوشہ گزین غم سے گیا سنبھلنگ خاک کا بھینس  
 شب سحر میں یار و بغیر توش مرے نالے جو شیر احم سے چھٹے  
 تم جو غافل ہو الفت کے گرفتاروں سے  
 زینت پائے خوں اس سے زیادہ کیا ہو  
 منزل ملک عدم ضعف نے طرہ مونی ندی  
 خوش قدماں مردوں کو ٹھوکر سی جلاؤ تیری  
 داغ دل سوز جگر کاوش غم درد و فراق  
 مشعل آتش لگ کر چہ بین تو بھی ہوس  
 کیا کیا نہ رنج ہمیشہ تیرے بن گزر گئے  
 کسری کے طاق پر یہ لکھا تھا بہ آبار  
 تھے موسم شبا میں وحشت کے ولولے  
 دیکھیں جو تیرے چشم کی سحر آفرینیاں  
 سرشک مر گئے زنداں کے دیواروں سے  
 آبلے سب گھر سقہ بنے خاروں سے  
 قافلے چل بے ہم پیچھے رہی یاروں سے  
 حشر برپا ہو انہیں لوگوں کی رفتاروں سے  
 بیشتر مرنے ہیں عاشق انہیں آزاروں سے  
 داغ سینے کے چمکتے ہیں فروزتا روں سے  
 اب جلد آکھیں کہ بہت دن گزر گئے  
 اس منزل خراب کے ساکن گزر گئے  
 اب کیا مزا جنوں کا ہے دن گزر گئے  
 لاکھوں ہی اپنی جان سے کاہن گزر گئے

رخصت کے وقت پہنچے ہو س آہ تو نہ کی  
 داسن میں کہا بھر کیوں نکت جگر پہنے  
 یاران گزشتہ سے ملتے ہیں کوئی دم کو  
 صیاد لگے جب گلشن میں نفس اپنا  
 منظور نہیں ہم کو معشوق کی رسوائی  
 سمجھانے سے یاروں کے سمجھے نہ ہو س سمجھو  
 کیا فقط قید میں گلشن کا سماں بھول گئے  
 عہد گل میں جو تر حیرن نے دکھائی بہار  
 آخر کار ملا صاف پہ قاصد کو جواب  
 سرکشی کرتے ہیں انہی جو نہ لانا چمن  
 وردوں پہنے گئے اس جو ہم رات ہو س  
 گر ہنسی تیغ اسرو سے ہمارا کام ہو جائے  
 نہال قد کو اس کے گزرتے ہی جھنک ہو  
 نفس سے چھوٹنے کی ہر خوشی پر ساتھ نہ ڈر ہو  
 سینے کے نغمہ سخی مجھ گرفتار محبت کی  
 سب یہ طالع جو مجھ سے میاں شاہ خاوند ہو  
 نہ جو بقیہ رازی میری قاصد اس سے تو طے ہر  
 نسیم صبح مست جا خواہیہ میں اس کی کہتا ہوں  
 ہو س جو کچھ تو سمجھا ہی دہی سجی قیامت ہو  
 رنج بلاکشاں کا جھیں بیات نہوے  
 سویا کی صبح ہوتے وہ مست خواب راحت  
 میں نغمہ سنج گزروں گراہ سے چمن کی  
 مو کی جگہ بدن سے ایک دو دھیاں ہی

صدے ہماری جان پہ لیکن گزرتے  
 یہ باغ محبت کے پاسے ہیں شکر پہنے  
 اب دوش پہ باندھا ہے اسباب سفر پہنے  
 سکائن چمن پر کی حسرت سے نظر پہنے  
 روئیکہ قسم کھائی لے دیدہ تر پہنے  
 الفت میں کیا آخر جی کا ہی ضرر پہنے  
 ہم تو جو اب بیل تصویر فغاں بھول گئے  
 گل فرو شوئی خریدارہ دکان بھول گئے  
 طاق پر رکھکے مرے خط کو بتاں بھول گئے  
 کیا مگر آفت تاراج خنداں بھول گئے  
 سیکڑوں حرف خوشامد کے میان بھول گئے  
 تڑپنے کی مٹے جھکڑاچکے آرام ہو جائے  
 نسیم نو ہماری مورد الزام ہو جائے  
 ہماری ناٹوانی پھر نہ ہو دام ہو جائے  
 نفس پر عند لب زار بے آرام ہو جائے  
 تو اسکی طالعوتی صبح روشن شام ہو جائے  
 میں ڈرتا ہوں ترک نامہ و پیغام ہو جائے  
 کہیں ایسا نہ تو مفت میں بدنام ہو جائے  
 خیال نچہ مغزاں خوں گرام ہو جائے  
 ہر کو پسند لینے وہ داستاں نہوے  
 گلشن میں عذیبو شور و فغاں نہوے  
 تاج حشر کوئی بیل رطل لساں نہوے  
 پہلو میں دل کی جاگہ اٹکر نہاں نہوے

ہر کو ہوس نہ ہو جس کو ہوس نہ ہو  
 اگر عقل ہو تو تجھ سے بڑا کس کو ہوس  
 اب کہاں جا کر جس نیا دتیر سے لگے  
 دیکھے کب ہوں رہا صیا دتیر سے لگے  
 کس سے یہ جا کر کرے فریاد تیری بات سے  
 تیرے کو چے میں اگر سے ہمشیار لگے  
 کیا ہی نینا نہ میں میخوار سے میخوار لگے  
 مشتری اس سے ہزاروں ہریار لگے  
 اس کی شوخی سے ہلا کیوں نہ دل زار لگے  
 ہنجر ناک سے جس مست کی دستار لگے  
 داغ دل سے یہاں چراغ طور پیرا ہن میں ہر  
 اور یہاں آب دم سا طور پیرا ہن میں ہر  
 صرف کسی نہ گس مخمور پیرا ہن میں ہر  
 صاف تو یہ ہو کہ شمع طور پیرا ہن میں ہر  
 اور جو تجھ کو غزل منظور پیرا ہن میں ہر  
 بوسے گل غنچہ کی جوں مستور پیرا ہن میں ہر  
 بوسے یوسف گر غنچہ منظور پیرا ہن میں ہر  
 اب صیاحت حق کی مستور پیرا ہن میں ہر

ہر کو ہوس نہ ہو جس کو ہوس نہ ہو  
 اگر عقل ہو تو تجھ سے بڑا کس کو ہوس  
 اب کہاں جا کر جس نیا دتیر سے لگے  
 دیکھے کب ہوں رہا صیا دتیر سے لگے  
 کس سے یہ جا کر کرے فریاد تیری بات سے  
 تیرے کو چے میں اگر سے ہمشیار لگے  
 کیا ہی نینا نہ میں میخوار سے میخوار لگے  
 مشتری اس سے ہزاروں ہریار لگے  
 اس کی شوخی سے ہلا کیوں نہ دل زار لگے  
 ہنجر ناک سے جس مست کی دستار لگے  
 داغ دل سے یہاں چراغ طور پیرا ہن میں ہر  
 اور یہاں آب دم سا طور پیرا ہن میں ہر  
 صرف کسی نہ گس مخمور پیرا ہن میں ہر  
 صاف تو یہ ہو کہ شمع طور پیرا ہن میں ہر  
 اور جو تجھ کو غزل منظور پیرا ہن میں ہر  
 بوسے گل غنچہ کی جوں مستور پیرا ہن میں ہر  
 بوسے یوسف گر غنچہ منظور پیرا ہن میں ہر  
 اب صیاحت حق کی مستور پیرا ہن میں ہر

### دیوان حسرت موہانی

تصنیف فیض الحسن حسرت موہانی بی۔ اے سابق اوٹیر اردو معنی علیکدہ قیمت مع محصول دکان  
 دیوان غالب مع شرح از حسرت موہانی  
 اس کتاب کی خوبی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کے دو ادیشن چھپر فروخت ہو چکے ہیں اور اسے تیسرا  
 ادیشن چھاپا گیا ہے۔ ابتدا میں غالب کے حالات اور ان کے کلام پر تنقید موجود ہے اور یہ یہ غالب کے غیر  
 مطبوعہ اشعار بھی دیک کر دیتے ہیں قیمت مدد برآمد سفید فیصلہ ۱۸۲۲ء ۲۲ء ۱۲ خرو۔

مکتوبات امیر میانی معروف بہ خطوط امینی امیر احمد علی مع تصویر و تہذیب قری آمیر مودارہ و  
 امیر بہ حضرت نائب مدیر قنداری علیگڑہ۔ اس مجموعہ کی مولانا شبلی حالی مولوی علی رضا خان صاحب قادیان  
 امیر محمد علی دھرت موہانی وغیرہ نے بہت کچھ تویہ کی ہو کتاب کا آخر میں ان کو مولوی یوسف طبعی صاحب قادیان  
 دید ہیں کاغذ سفید و بزرگ نمائی چھائی پسندیدہ حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت علاوہ محصول ان کے ۱۰ روپے  
 حیات جاودانی معروف بہ حیات تسلیم کامل۔ یعنی استاد شیخ امیر اللہ تسلیم کنہوی کی  
 مکمل سوانح عمری مرتبہ حضرت عوش گیارہ کتاب کا تسلیم اس کتاب میں حضرت تسلیم کے واقعات زندگی کے  
 علاوہ انکی شاعری پر ریویو ان کے ہمعصر ان کے دلچسپ حالات اور ان کے بعض مشہور کرد و گنا  
 بھی مختصر ذکرہ موجود ہو کتاب کے شروع میں مرحوم کی عکسی تصویر اور آخر میں ایک عجیب صمیمہ بھی شامل  
 کر دیا گیا ہے۔ کاغذ سفید حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت مع محصول ادراک ۸ روپے۔

اُردو سے معنی: حلد دہم و یا زرد ہم۔ یعنی اکتوبر سے دسمبر تک کے ۱۵  
پرچوں کا نہایت دلچسپ اور قابل دید حلد مجموعہ قیمت ۴۸

اردوی علی جلد ۱۱ از جنوری تا دسامبر مجلد ۱۱	اردوی علی جلد ۱۱ از جنوری تا دسامبر مجلد ۱۱
اردوی علی جلد ۱۲ از جنوری تا دسامبر مجلد ۱۲	اردوی علی جلد ۱۲ از جنوری تا دسامبر مجلد ۱۲
اردوی علی جلد ۱۳ از جنوری تا دسامبر مجلد ۱۳	اردوی علی جلد ۱۳ از جنوری تا دسامبر مجلد ۱۳
دیوان محلی مرتبه حرمت سوپانی ۸ ریح محصول	دیوان محلی مرتبه حرمت سوپانی ۸ ریح محصول
دیوان حرکت " " " " ۱۵	دیوان حرکت " " " " ۱۵
دیوان قائم چاند پوری " " " " ۱۴	دیوان قائم چاند پوری " " " " ۱۴
دیوان میر سوز " " " " ۱۳	دیوان میر سوز " " " " ۱۳
دیوان حرمت استاد جرات " " " " ۱۲	دیوان حرمت استاد جرات " " " " ۱۲
دیوان میر حسن " " " " ۱۵	دیوان میر حسن " " " " ۱۵
انتخاب دیوان قنبر و نهوی - " " " " ۱۶	انتخاب دیوان قنبر و نهوی - " " " " ۱۶
تذکره اشعار (خبر و احوال) به شکل حالت تالیفیه به دست	تذکره اشعار (خبر و احوال) به شکل حالت تالیفیه به دست
انتخاب دیوان اسیر و تنها و شمشیدی ۸ ریح محصول	انتخاب دیوان اسیر و تنها و شمشیدی ۸ ریح محصول
انتخاب دیوان اسیر و تنها و شمشیدی ۸ ریح محصول	انتخاب دیوان اسیر و تنها و شمشیدی ۸ ریح محصول